ادارۃ خدمۃ القرآن الکریم کراچی

# دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

## سبق نمبر (8)

زیرِ تدریس

خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس مرکز الافتاء والارشاد گلستانِ جوہر کراچی

ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00

بمقام: مسجدِ اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993

بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

# امثال القرآن الکریم
## (حصہ اوّل)

قرآن کریم زندگی کے اُونچے حقائق اور کائنات کی فطری صداقتیں عام فہم مثالوں سے ذہن میں اتارتا ہے۔عیسائیوں کا نیا عہد نامہ بھی تمثیلات سے بھرا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ (سورۃ ابراہیم، آیت ۲۵)

ترجمہ: اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کے واسطے تا کہ وہ سوچیں۔

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

(سورۃ الکہف، آیت ۵۴)

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ﴾

(سورۃ الحج، آیت ۷۳)

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ﴾

(سورۃ الروم، آیت ۵۸)

﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾

(سورۃ العنکبوت، آیت ۴۳)

دین فطرت کے عام تعارف اور تدبر و تذکر پیدا کرنے کے لیے یہ اسلوب بہت بلیغ بنتا ہے ہم یہاں قرآن میں بیان کی گئی چند امثال ایک مستقل عنوان سے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہوا:

((وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ وَآمِنُوا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوا بِالْأَمْثَالِ))

(رواہ البیہقی مرفوعاً کمافی البرہان للزرکشی جلد ا ص ۴۸۷)

ترجمہ: پیروی محکمات کی کرو، متشابہات پر صرف ایمان لاؤ (ان پر عقیدے کی بنیاد نہ رکھو) اور مثالوں سے سبق حاصل کرو۔

نظری حقائق اور نتائج اعمال مثالوں کے تمثیلی نقشوں سے ذہن کے اتنے قریب ہو جاتے ہیں کہ قرآن کا سمجھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے:۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (پ ۲۷ القمر ۱۷)

ترجمہ: اور البتہ ہم نے نصیحت پانے کے لیے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔

یہ مثالیں اپنے اندر اسرار و رموز کے بے شمار خزانے رکھتی ہیں اور سہل بیانی کا بھی حق ادا کر جاتی ہیں۔ سو اسلامی علوم میں امثال القرآن کا موضوع بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں غور کرنا قرآن کے ہر طالب علم کے لیے از بس ضروری ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازیؒ (۶۰۶ھ) رقمطراز ہیں:

ان المقصود من ضرب الامثال انّها توثرفی القلوب ما لایؤثرہ وصف الشئ فی نفسه و ذالک لان الغرض من المثل تشبیه الخفی بالجلّی والغائب بالشاھد فیتاکد الوقوف علیٰ ماھیته ویصیر الحس مطابقاً للعقل و ذلک فی نہایة الایضاح الاتریٰ ان الترغیب اذا وقع فے الایمان مجرداً عن ضرب مثل له لم یتاکد وقوعه فی القلب کما یتاکد وقوعه اذا مثل بالنور واذا زھد فی الکفر بمجرد

الذکر لم یتاکد قبحه فی العقول کما یتاکد اذا مثل بالظلمة واذا اخبر بضعف امر من الامور وضرب مثله بنسج العنکبوت کان ذلک ابلغ فی تقریر صورته من الاخبار بضعفه مجردًا ولھٰذا اکثر اللّٰه تعالیٰ فی کتابه المبین و فی سائر کتبه امثاله قال تعالیٰ وتلک الامثال نضربها للنّاس

(تفسیر کبیر جلد۲، ص۷۳ طبع جید مصر)

ترجمہ: مثالیں اس لیے بیان کی جاتی ہیں کہ ان کا اثر دلوں پر اصل چیز کے بیان کرنے سے بھی زیادہ ہوتا ہے مثال سے غرض یہ ہوتی ہے کہ جو چیز مخفی ہے اسے کسی جلی چیز سے تشبیہ دی جائے اور جو غائب ہے اس کی مثال حاضر سے لائی جائے تاکہ اس کی ماہیت کا پوری طرح پتہ چل جائے اور حس عقل کے مطابق اتر آئے اور یہ بات بڑی واضح ہے ایمان کی ترغیب مثال کے بغیر کتنی کیوں نہ دلائی جائے دل پر اس کا وہ اثر نہیں ہوتا جو اسے نور کی تمثیل دے کر ہوتا ہے اسی طرح کفر سے کتنا ہی متنفر کیوں نہ کیا جائے اس کی قباحت عقل میں اتنی نہیں جمتی جتنی اسے اندھیرے سے مثال دے کر واقع ہوتی ہے کسی چیز کا ضعف بیان کیا جائے تو اس کی مثال مکڑی کے جالے سے لائی جائے تو اس کی ذہن تک رسائی اس کے مجرد ذکر سے زیادہ ہو گی اسی لیے اللہ نے قرآن کریم میں اور اس سے پہلی کتابوں میں امثال بہت بیان کی ہیں اور فرمایا کہ یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں۔

رب العزت کی انتہائی شفقت اور رحمت ہے کہ بلند تر حقیقتیں تمثیلات کے پیرایہ میں آسان کر دی گئی ہیں تاہم حق قبول کرنے کی سعادت جن کی قسمت میں نہیں ہوتی وہ ان مثالوں سے سبق حاصل کرنے کی بجائے الٹا ان مثالوں پر ہی اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ مخالفین قرآن کریم کے اس اسلوب نصیحت پر کبھی یوں لب کشا ہوتے ہیں کہ خدا کی شان کے لائق نہیں کہ وہ معمولی اور حقیر چیزوں کو جیسے مکڑی مچھر وغیرہ مثالوں سے پیش کرے۔

لوگوں کے حق سے محروم رہنے کی وجہ یا تو یہ ہوتی ہے کہ ان کی قوت نظری (غور و فکر کی طاقت) کمزور ہے۔ وہ ایمانی حقائق کا تفصیلی جائزہ نہیں لے سکتے اور نہ اپنی قوت عملی سے اس نظری کمزوری پر غلبہ پا سکتے ہیں یا ان کے حق سے محروم رہنے کی وجہ ان کا دنیوی لذتوں میں انہماک ہوتا ہے وہ عارضی مال و متاع اور فانی لذتوں میں کھو کر حقیقی زندگی اور ہمیشہ رہنے والے انعامات کو ضائع کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم ان کمزوریوں کا تمثیلی پیرائے میں نقشہ کھینچتا ہے۔ اور ایک ایک حالت کو محسوس بنا کر سامنے لے آتا ہے۔

## ① ایمان کی ایک واضح اور محسوس مثال

فکری یا نظریاتی الجھاؤ سے نکال کر لوگوں کو ہدایت ایک محسوس شکل میں دکھا دینا اس کی مثال لیجئے۔ جو لوگ غلط بیانی سے اپنے آپ کو مومن کہتے تھے ان کے لیے ایمان کی ایک محسوس صورت پیش کر دی بتلا دیا کہ ایمان کا معیار صحابہ کرامؓ کی شخصیات کریمہ ہیں اگر تم خود حقیقت ایمان کو نہیں سمجھ سکتے تو اپنے آپ کو صحابہؓ کی کسوٹی پر پرکھ لو:۔

① وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ (پ۱، البقرہ)

ترجمہ: اور جب انہیں کہا جائے کہ تم ان لوگوں (صحابہؓ) کی طرح ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم ان بے وقوفوں کو معیارِ ایمان سمجھیں؟ خبردار یہ خود ہی بیوقوف ہیں مگر جانتے نہیں۔

اس آیت شریفہ سے یہ باتیں معلوم ہوئیں۔ ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار ایمان ہیں۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار ایمان نہ ماننا جاہلوں اور بیوقوفوں کا کام ہے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبراسب سے پہلے منافقوں نے کیا اور انہیں بیوقوف کہا۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس نے جو کچھ کہا آسمان کی طرف سے اس نے اپنے لیے وہی کچھ سنا جس نے انہیں السفهاء کہا۔ اس کو یہی جواب ملا۔ الا انهم هم السفهاء. جو انہیں مومن کہے گا زمین و

آسمان کا مالک اسے بھی مومن کہے گا۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو

دوسرے مقام پر اس مثال کو ان الفاظ میں پیش کیا:۔

② فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا، وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ (پ۱، البقرہ ۱۳۷)

ترجمہ: پس اگر یہ لوگ اس طرح ایمان لائیں جیسا کہ تم (اے صحابہؓ پیغمبر خاتم ﷺ) ایمان لائے ہو تو بے شک یہ ہدایت پر ہیں۔ اور اگر یہ اس اصول سے پھر جائیں تو پھر یہ محض ضد پر ہیں۔

## ② اہل تثلیث کے لیے ایک عام فہم مثال

تثلیث کا لفظ ثلاثہ سے نکلا ہے جس کے معنی ہے تین، عیسائی چونکہ تین خداؤں کے قائل ہیں اس لیے انہیں اہل تثلیث کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے ان کی قوتِ فکری اس غلط فہمی کا شکار تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں اس لیے وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ قرآن کریم یہاں الوہیتِ مسیح کے ابطال کے لیے منطقی مقدمات قائم کرنے کی بجائے ان کی غلطی کو اس تمثیلی رنگ سے زائل کرتا ہے:

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ﴾

(سورۃ ال عمران، آیۃ ۵۹)

ترجمہ: عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے مثال آدم کی۔

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے کی اگر یہ وجہ ہے کہ ان کا باپ کوئی نہ تھا تو حضرت آدم علیہ السلام کا بھی تو کوئی باپ نہ تھا بلکہ ان کی تو ماں بھی نہ تھی اس حساب سے تو حضرت آدمؑ کو بھی خدا کا بیٹا کہنا چاہیے۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ غور کیجیے کہ علمی نظریات کو مثال کے پیرایہ میں کس طرح عوامی ذہن کے قریب کر دیا ہے۔

## ③ منافقین کی ایک مثال

منافقین وہ لوگ ہیں جن کی زبان پر اسلام اور دل میں کفر ہو وہ باہر کے نور سے آراستہ (الفاظ کلمہ کے قائل) اور اندر کے نور (تصدیق قلبی) سے خالی ہوتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اندھا کسی روشن ماحول میں بیٹھا ہو کہ اس کے اردگرد تو روشنی ہو لیکن وہ خود اندر کی روشنی سے محروم ہو۔ اسی طرح منافقین اندر سے نور ایمان سے محروم ہیں۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (پ ۱، البقرہ ۱۷)

ترجمہ: ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب آگ نے اس کے تمام ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی روشنی سے محروم کر دیا اور انہیں ایسے اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ بھی نہ دیکھ سکیں۔

وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم صرف فائدے سے محروم رہے۔ نہیں بلکہ انہوں نے اپنے لیے خطرے بھی بہت سے مول لے لیے جس طرح رات کے اندھیروں میں بادل کی گرج بجلی کی کڑک اور موسلا دھار بارش کے ہولناک مواقع کانوں میں انگلیاں دینے سے رک نہیں سکتے۔ اور قریب ہے کہ بجلی اُن کی آنکھیں اُچک لے جائے اسی طرح منافقین کے اعمال انہیں نتائج اعمال سے بچا نہ سکیں گے۔

## ④ منافقین کی ایک اور مثال

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ، يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ، وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (پ ۱ البقرہ ۱۹)

ترجمہ: یا ان کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان کی طرف سے زور دار بارش برس رہی ہو اس میں اندھیرے ہوں گرج ہو اور بجلی ہو اور یہ لوگ بجلی کی کڑک سے اپنے کانوں میں انگلیاں دینے لگیں کہ کہیں موت نہ آجائے اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کا پوری طرح احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

اس مثال میں سمجھا دیا کہ منافقین کس طرح بے ہودہ تدبیروں سے اپنا بچاؤ چاہتے ہیں مگر حق تعالیٰ کی قوت سب طرف سے کفار کا احاطہ کیے ہوئے ہے اس کی گرفت اور عذاب سے وہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔

غور کیجیے کہ غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) حقیقتیں کس طرح تمثیلی نقشوں سے عوامی ذہن کے قریب کر دی گئی ہیں۔

## ⑤ حق اور باطل کی مثال

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا، وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ، فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً، وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ (پ۱۳ الرعد ۱۷)

ترجمہ: آسمان سے بارش اُتری جس سے ندی نالے اپنے اپنے ظرف کے مطابق بہہ نکلے پھر چلنے سے جھاگ (اور کوڑا کرکٹ وغیرہ) پھول کر اُوپر آ گیا جیسے تیز آگ میں (سونا چاندی تانبا لوہا اور دوسری) معدنیات پگھلاتے ہیں تا کہ زیور برتن اور ہتھیار وغیرہ تیار کریں تو ان میں بھی اسی طرح جھاگ اُٹھتا ہے یہی حق اور باطل کی مثال ہے جھاگ (تو تھوڑی دیر بعد) خشک (یا منتشر) ہو جاتا ہے اور جو چیز اصل کار آمد ہوتی ہے وہ زمین میں باقی رہ جاتی ہے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں۔

جب وحیِ آسمانی دین حق کو لے کر اترتی ہے تو بنی آدم کے قلوب اپنے اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق فیض حاصل کرتے ہیں پھر حق اور باطل باہم بھڑ جاتے ہیں تو میل اُبھر آتا ہے بظاہر باطل جھاگ کی طرح حق کو دبا لیتا ہے لیکن اس کا یہ اُبال عارضی اور بے بنیاد ہوتا ہے تھوڑی دیر بعد اس کے جوش و خروش کا پتہ نہیں رہتا خدا جانے کدھر گیا جو اصلی اور کارآمد چیز جھاگ کے نیچے دبی ہوئی تھی (یعنی حق و صداقت) اب بس وہی رہ گئی ہے۔

دیکھیں! خدا کی بیان کردہ مثالیں کیسی عجیب ہوتی ہیں کیسے موثر انداز

میں سمجھایا کہ دنیا میں جب حق و باطل بھڑتے ہیں یعنی دونوں کا جنگی مقابلہ ہوتا ہے تو گو کبھی کبھار باطل اونچا اور پھولا ہوا نظر آتا ہے لیکن آخرکار باطل کو منتشر کر کے حق ہی ظاہر اور غالب ہو کر رہے گا، کسی مومن کو باطل کی عارضی نمائش سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ اسی طرح کسی انسان کے دل میں جب حق اُتر جائے کچھ دیر کے لیے اوہام و وساوس زور شور دکھلائیں تو گھبرانے کی بات نہیں، تھوڑی دیر میں یہ اُبال بیٹھ جائے گا اور خالص حق ثابت و مستقر رہے گا۔ اس مثال میں حق و باطل کے مقابلہ کی کیفیت بتلا دی۔

(فوائد القرآن شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ص ۳۲۵)

## ⑥ حق اور باطل کی ایک اور مثال

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ، تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا، وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ، وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (پ ۱۳ ابراہیم ۲۶)

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے مثال۔ پاک بات ایسی ہے جیسے ایک نہایت ستھرا درخت ہو جس کی جڑیں بہت مضبوط ہوں (زمین کی گہرائیوں میں پھیلی ہوئی ہوں کہ زور کا جھکڑ بھی جڑ سے نہ اکھیڑ سکے) اور ٹہنیاں آسمان تک پھیلی ہوئی ہوں (بہت اُونچی اور زمینی کثافتوں سے دور ہوں) اپنے پروردگار کے حکم سے وہ اپنا پھل ہر وقت لاتا ہو اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ فکر کریں اور گندی بات (کلمہ کفر اور غلط بات) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خبیث درخت ہو جو زمین کے اوپر سے اُکھڑا ہوا ہو اور اسے کچھ ٹھہراؤ نہ ہو۔

شیخ الاسلامؒ اس پر لکھتے ہیں:۔

دونوں مثالوں کا حاصل یہ ہوا کہ مسلمانوں کا دعویٰ توحید و ایمان پکا اور سچا ہے جس کے دلائل نہایت صاف صحیح اور مضبوط ہیں موافق فطرت ہونے کی وجہ سے اس کی جڑیں قلوب کی پنہائیوں میں اُتر جاتی ہیں اور اعمال صالحہ کی شاخیں آسمان قبول سے جالگتی ہیں۔ اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ (پ۲۲ فاطر) اس کے لطیف و شیریں ثمرات سے موحدین کے کام و دہن ہمیشہ لذت اندوز ہوتے ہیں۔ الغرض حق و صداقت اور توحید و معرفت کا سدا بہار درخت روز بروز پھولتا پھلتا اور بڑی پاسداری کے ساتھ اُونچا ہوتا رہتا ہے اس کے برخلاف جھوٹی بات اور شرک و کفر کے دعوے باطل کی جڑ بنیاد کچھ نہیں ہوتی ہوا کے ایک جھٹکے میں اکھڑ کر جا پڑتا ہے ناحق بات کے ثابت کرنے میں خواہ کتنے ہی زور لگائے جائیں لیکن انسانی ضمیر اور فطرت کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس کی جڑیں دل کی گہرائی میں نہیں پہنچتیں تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگتی ہے۔ اسی لیے مشہور ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے یعنی سچ کی طرح اپنے پاؤں نہیں چلتا۔ (فوائد القرآن ص۳۴۳)

## ⑦ دنیا کی زندگی کی مثال

اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا کَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا یَاۡکُلُ النَّاسُ وَ الۡاَنۡعَامُ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَ ازَّیَّنَتۡ وَ ظَنَّ اَهۡلُهَاۤ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَیۡهَاۤ اَتٰىهَاۤ اَمۡرُنَا لَیۡلًا اَوۡ نَهَارًا فَجَعَلۡنٰهَا حَصِیۡدًا کَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ (پ۱۱ یونس ۲۴)

ترجمہ: دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جسے آدمی اور چار پائے سب کھاتے ہیں پھر جب زمین رونق لے آئی اور مزین ہوگئی مالک


+92 332 3264993 +92 332 3158542 رابطہ نمبر
www.HazratFerozMemon.org Ghurfa موبائل ایپ LIVE بذریعہ انٹرنیٹ
ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00
بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
دورۃ القرآن الکریم و علومہٖ

سمجھنے لگے کہ یہ سب ہمارے ہاتھ لگے گی کہ اتنے میں ہمارا حکم آ پہنچا رات ہو یا دن پھر ہم نے اُسے اس طرح کٹی ہوئی کر دیا گویا کہ وہ کل تھی ہی نہیں اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو غور سے کام لیں۔

یعنی اچانک خدا کے حکم سے دن میں یا رات میں کوئی آفت آ پہنچی مثلاً بگولا آگیا، اولے پڑ گئے یا ٹڈی دل پہنچ گیا وعلیٰ ہذاالقیاس۔ جس نے تمام زراعت کا ایسا صفایا کر ڈالا گویا یہاں ایک تنکا بھی نہ اُگا تھا ٹھیک اسی طرح حیات دنیا کی مثال سمجھ لو خواہ کتنی ہی حسین تروتازہ نظر آئے حتیٰ کہ بے وقوف لوگ اس کی رونق اور دلربائی پر مفتون ہو کر اصل حقیقت کو فراموش کر دیں لیکن اس کی یہ شادابی اور زینت و بہجت محض چند روزہ ہے جو بہت جلد زوال وفنا کے ہاتھوں نسیًا منسیًا ہو جائے گی۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس مثال کو نہایت لطیف طرز میں خاص انسانی حیات پر منطبق کیا ہے یعنی پانی کی طرح روح آسمان (عالم بالا) سے آئی، قالب خاکی میں مل کر پھر قوت پکڑی، دونوں کے ملنے سے آدمی بنا...... پھر کام کیے انسانی اور حیوانی دونوں طرح کے جب ہر ہنر میں پورا ہوا اور اس کے متعلقین کو اس پر بھروسہ ہو گیا، ناگہاں موت آ پہنچی جس نے ایک دم میں سارا بنا بنایا کھیل ختم کر دیا۔ پھر ایسا بے نام ونشان ہوا گویا کبھی زمین پر آباد نہ ہوا تھا۔ (فوائد القرآن ص ۲۷۹)

## ⑧ دنیا کی زندگی کی ایک اور مثال

وَ اضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِیۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّیٰحُ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ مُّقۡتَدِرًا (پ ۱۵، الکہف ۴۵)

ترجمہ: اور بتلا دے ان کو دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے اُوپر سے پانی اتارا پھر اس کے ساتھ زمین کا سبزہ رلا ملا نکلا پھر اگلے

دن ہو گیا چورا چورا جسے ہوائیں بکھیر رہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ہر چیز پر قدرت ہے۔

دنیا کی عارضی بہار اور فانی و سریع الزوال تروتازگی کی مثال ایسی سمجھو کہ خشک اور مردہ زمین پر بارش کا پانی پڑا وہ یک بیک جی اُٹھی۔ گنجان درخت اور مختلف اجزاء سے رلا ملا سبزہ نکل آیا، لہلہاتی کھیتی آنکھوں کو بھی بھلی معلوم ہونے لگی مگر چند روز ہی گزرے کہ زرد ہو کر سوکھنا شروع ہوئی۔ آخر ایک وقت آیا کہ کاٹ چھانٹ کر برابر کر دی گئی پھر ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اڑائی گئی۔ یہ حال دنیا کے دیدہ زیب اور ابلہ فریب بناؤ سنگھار کا سمجھو چند روز کے لیے خوب ہری بھری نظر آتی ہے آخر میں چورہ ہو کر ہوا میں اُڑ جائے گی اور کٹ چھٹ کر سب میدان صاف ہو جائے گا۔

## ⑨ دنیا کی زندگی کی ایک اور مثال

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ وَّ زِیۡنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَ تَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَہِیۡجُ فَتَرٰىہُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّ مَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانٌ ؕ وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ (پ۲۷ الحدید ۲۰)

ترجمہ: جان رکھو دنیا کی زندگی (اولاً) ایک کھیل پھر تماشا (اس کے بعد) بناؤ سنگھار اور پھر بڑائی حاصل کرنا ہے اور (پھر آخر عمر میں) مال و اولاد کی بہتات طلبی یہ اسی طرح ہے جیسے بارش ہو کسانوں کو اس کا سبزہ اچھا لگ رہا ہو پھر اس کا اگنا زور پر ہو اور پھر اُسے تو زرد دیکھنے لگے یہاں تک کہ پھر وہ چورا چورا ہو جائے اور آخرت میں سخت عذاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضا مندی کا مقام بھی ہے اور دنیا کی زندگی تو محض ایک دھوکے کا سامان ہے۔

## ⑩ اپنے بنائے معبودوں کی کمزوری کی مثال

اللہ کے سوا جن کو معبود بنایا گیا ان کی مثال قرآن سے سنیے۔ اس سے زیادہ ان کی کمزوری اور کس پیرائے میں لائی جا سکتی ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ. اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ. وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ
شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ. ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ. مَا
قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (پ۱۷، الحج ۷۳)

ترجمہ: اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے جسے کان لگا کر سنو! اللہ کے سوا تم جن جن کو پکارتے (پوجتے) ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ خواہ سارے کے سارے اس کے لیے کیوں نہ جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز اچک لے جائے تو یہ اس سے بھی نہ چھڑا سکیں یہاں طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی قدر کو نہیں سمجھے جیسا کہ اس کی قدر کا حق ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہی قوی اور غالب ہیں۔

بعض لوگ بتوں کو پکارتے ہیں، بعض آگ کو اپنا مشکل کشا سمجھتے ہیں، بعض پانی کو پوجتے ہیں، بعض انبیاء، اولیاء کو مافوق الاسباب پکارتے ہیں۔ مسیحی قومیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حاجت روائی کا دم بھرتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے خالق ہونے کی وحدانیت کو بیان کرتے ہوئے ان سب کے بارے میں فرمادیا کہ ان میں سے کوئی بھی یہ قدرت نہیں رکھتا کہ ایک مکھی کو بھی پیدا کر سکے۔ اگر کسی کو بھی اتنا اختیار ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان سب کی نفی کو اپنی شانِ توحید اور شان قدر سے ہرگز وابستہ نہ فرماتے۔ تخلیق کے باب میں سب کمزور ہیں بت ہوں یا درخت، آگ ہو یا پانی، سورج ہو یا چاند، پیغمبر ہوں یا فرشتے اگر ان میں سے کوئی بھی مستقل قدرت اور اختیار رکھتا تو رب العزت ان سب کی یک قلم نفی نہ فرماتے۔ پیشِ نظر رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کام فقط پرندے کی صورت بنانا تھا اس میں جان ڈالنا اور اڑا دینا یہ اللہ رب العزت کی شان تھی اہل سنت کے عقیدہ میں معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو پیغمبروں کے اکرام اور اعزاز اور ان کی تصدیق کے لیے ان کے ہاتھوں سے ظاہر کیا جاتا ہے اس طرح فرشتے بھی ایسے کاموں پر تکوینا مامور ہونے کے باوجود اپنے مستقل ارادے اور اختیار سے ایک مکھی بنانے کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔



دورۃ القرآن الکریم وعلومہ بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲ کراچی
ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa
www.HazratFerozMemon.org